صحیح مسلم کا ایک قدیم نسخہ ہندوستان میں

۲۹۳۲۱

یہ مضمون مجلہ معارف اعظم گڑھ بابت اگست ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا تھا۔
مقالات سلیمانی کے لیے نظر ثانی کرتے وقت آپ نے اس پر کچھ ترمیم و اضافہ
کرنا چاہا۔ مگر معلوم ہوا کہ اس میں بہت اضافے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ
انھوں نے از سر نو یہ مضمون لکھا۔ یہ اضافہ شدہ شکل
مقالات سلیمانی میں شامل ہے۔ دیکھیے کتاب مذکور ص ۳۲ تا ص ۶۲
چونکہ پہلی قسم کا آغاز زیر نظر اصل کا [illegible] اس لیے
یہ نسخہ [illegible] کے طور پر [illegible] رسالہ نمبر [illegible] میں جمع
کر دیا جاتا ہے

[illegible]

۱۳ جون ۱۹۷۵ء

رامپور اسٹیٹ لائبریری میں مسلم شریف کا ایک عتیق نسخہ محفوظ ہے،

یہ نسخہ جمادی الاخری ۷۸۷ھ ہجری میں لکھا گیا ہے، دو فاضلوں نے ملکر کتابت کی ہو، پہلی جلد کے

کاتب کا نام محمد بن احمد بن محمد، اور دوسری کا ابراہیم بن حاجی سلیمان بن محمد بن یحیٰی ہے، مقام کتابت

"قلعہ دار الامان" ہے، جلد ثانی کے خاتمہ پر یہ عبارت تحریر ہے،

"تم المجلد الثانی من صحیح مسلم من یوم الجمعة الخامس من جمادی الاخری سنة سبع

وثمانین وسبعمائة بقلعة دار الامان، حماها الله تعالی عن الحدثان، بید العبد

الضعیف المحتاج الی رحمة الله الاحد، محمد بن احمد بن محمد، حامدا او مصلیا ومستغفرا

کتابت کے ساتھ ساتھ قرأت بھی جاری رہتی تھی، ہر سبق پر حاشیہ میں تاریخ اور سنہ لکھا ہے،

دوسری جلد ہی کے خاتمہ پر یہ عبارت درج ہے،

بلغ سماع من لانا وحبنا ومخدومنا، احد العلماء الاعاظم الاکابر، مجمع انواع

المدائح والمفاخر والفضائل والمعالی والکمالات العلمیة والعملیة، شمس الملة والدین

ابن مولانا الاعظم عماد، بتمام الافادة، ابقی الله تعالی شتی نعما، واوضح براهینهما

۱۹

فی الثانی عشر من جمادی الثانیہ والحمد لله وحده

اس نسخہ کی تصحیح اور مقابلہ چار نسخوں سے کیا گیا ہے، جابجا حاشیہ پر اختلاف متن کے ساتھ نسخوں کے حوالے

بھی دیئے ہیں ان میں سے قابل ذکر تین نسخے ہیں

(۱) نسخہ منوّر بیہ، (۲) حافظ اسمٰعیل[1] اصفہانی کا نسخہ، (۳) حافظ عبدالغنی[2] مقدسی کا نسخہ،

متعدد مقامات پر حاشیہ میں حل لغت، یا تشریح وغیرہ بھی لکھی گئی ہے، محشی نے اپنا نام محمود دہاد لکھا ہے،

~~یہ غالباً وہی صاحب ہیں جنھوں نے یہ کتاب پڑھی ہے،~~

کتاب کا خط صاف نسخ ہے، کل صفحات تقریباً ۵۰۳ ہیں اور ہر صفحہ میں ۲۰ سطریں ہیں،

کتاب میں دو جگہ سلطان محمود گجراتی کی مہر ثبت ہے، مہر کا رسم الخط طغرانما نسخ ہے، اس لئے میں

~~پوری عبارت نہیں پڑھ سکا، اس قدر صاف پڑھا جا سکتا ہے،~~

~~الخاقان بن الخاقان السلطان محمود خلد الله ملکه وسلطانه~~

مہر کے نیچے شنگرف سے تحریر ہے:۔

مہر سلطان محمود گجراتی فقط

سرورق پر متعدد دستخط اور مواہیر ثبت ہیں، جنمیں قابل ذکر یہ ہیں،

[1] طبقات الحفاظ ذہبی میں لکھا ہے:۔

ابو القاسم حافظ شیخ الاسلام اسمٰعیل بن محمد بن الفضل بن علی، قرشی اصفہانی الملقب بہ قوام السنہ مصنف الترغیب والترہیب، ۴۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۳۵ھ میں وفات پائی، ابن مردویہ وغیرہ سے حدیث پڑھی، ابن عساکر صاحب تاریخ دمشق ان کے شاگرد ہیں، امام احمدؒ کے بعد بغداد میں ان سے زیادہ فاضل اور بڑا حافظ حدیث نہیں داخل ہوا، [2] حافظ عبدالغنی المقدسی الدمشقی صاحب التصانیف ۵۴۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۰۰ھ میں وفات پائی، دارقطنی کے بعد ان جیسا محدث نہیں ہوا، حدیث میں بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں، (طبقات الحفاظ ذہبی)

(۱) مہر عبدالرحیم خانخانان پسر بیرم خان، مہر کے پیچھے یہ عبارت درج ہے :-

صحیح مسلم در حدیث کہ در شہور سنہ ۹۹۲ در دار الامان احمد آباد، داخل کتابخانہ خانخاناں شدہ۔

(۲) مہر موسوی خان ...... نے اپنے قلم سے یہ عبارت ...... :-

"اللہ اکبر، صار ما صار لخادم الفقراء الاحقر موسوی خان علی اکبر عفی عنہ

وحسبك قول الناس فيما ملكته

لقد كان هذا مرة لفلان"

(۳) مہر حسن الحسینی، ...... یہ عبارت تحریر ...... ہے :-

"اللہ اکبر، شرفنی باعطاء هذا الكتاب النفيس الشريف ...... جعله الله

من الفائزين بالدرجة العليا، كتب العبد حاجی حسن الحسینی القزوینی عفی عنه و عن ...... "

~~حسن کی مہریں ...... منقوش ہیں لیکن منقوط ...... مگر حاشیہ ...... بعد ...... ہدیۃً دی ...... اس~~

لیے دینے والے کا نام غائب ہو گیا :-

(۴) مہر مولوی امان اللہ، یہ محمد شاہی عہد کے فاضل ہیں، انھوں نے اپنے قلم سے یہ عبارت تحریر کی

مہر لگائی تھی :-

"قد انتقل الی بالشراء الصحیح الشرعی فی سلخ صفر للسنة العشرین والالف الھجریة

وصلی اللہ علی محمد و آلہ و اصحابہ"

لیکن مہر کسی نے محو کر دی ہے، صرف نشان باقی ہے، مہر کے محاذ میں یہ عبارت تحریر ہے :-

"مہر مولوی امان اللہ کہ در معرکہ نادر شاہ شہید شدہ"

مولانا عماد کے متعلق تذکرہ علمائے ہند (صفحہ ...) میں لکھا ہے :-

~~مولانا عماد کہ در عہد محمد تغلق بود، اجداد وے از عرب تحویل آمدہ ...... بعض از بزرگان ...... ۔~~

سلطان شہاب الدین غوری بہندوستان رسید"

سلطان محمد تغلق ۷۵۲ھ ہجری میں فوت ہوا ہے[۱]، فرشتہ سے اس قدر معلوم ہوتا ہے، کہ محمد تغلق نے ملک الملوک عماد الدین کو، ۷ لاکھ تنگہ، اور اپنے استاد عضد الدین کو، ۴ لاکھ، ایک دن میں عطا کیے تھے[۲]، غالبًا یہی مولانا عماد ہیں، جنکا ذکر تذکرۂ علماے ہند میں آیا ہے، اور جن کے صاحبزادے کا سماع، مسلم شریف کے ذریعہ نسخہ سے ثابت ہوتا ہے،

۷۵۲ھ سے لیکر ۷۹۰ھ تک، فیروز شاہ نے حکومت کی ہے[۳]، اس لیے اس نسخہ کا عہد کتابت فیروز شاہی عہد سلطنت کے مطابق ہے[۴]،

سلطان محمود گجراتی جس کی مہر ثبت ہے داؤد شاہ کو معزول کر کے ۸۶۳ھ ہجری میں گجرات کے تخت پر بیٹھا اور ۹۱۷ھ کو فوت ہو گیا، نویں صدی کا آخری حصہ اس کے لیے آسودگی کا زمانہ تھا، چنانچہ ۸۹۲ھ میں احمد آباد کی چار دیواری تعمیر کرائی، اور دروازہ پر سمت دخلہ کان آمنا" کندہ کر کے نصب کیا[۵]، لہذا اس نسخہ کو تقریبًا اسی زمانہ میں اس کے شاہی کتبخانہ میں داخل ہونا چاہیے،

بعد ازین عہد حکومت گجرات میں خانخانان نے اس کو بہم پہنچایا، اور دار الامان احمد آباد کے کتبخانہ خاص میں داخل کر دیا، جو آہستہ آہستہ دہلی اور دہلی سے رامپور گیا،

مذکورۂ بالا بیان سے یہ بات بالتصریح معلوم ہوتی ہے کہ صحاح میں سے کم از کم "صحیح مسلم" کے چار مستند نسخے، آٹھویں صدی کے آخری حصہ میں ہندوستان کے اندر موجود تھے، جنمیں حافظ عبد الغنی مقدسی متوفی ۶۰۰ھ صاحب المصباح، نہایۃ المراد، الکمال، اور العمدۃ، اور حافظ شیخ الاسلام اسمٰعیل الاصفہانی متوفی ۵۳۵ھ صاحب الترغیب والترہیب کے نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں[۶]، یہ نسخے آج موجود ہوتے تو ہزاروں

---

۱ فرشتہ، مقالہ ۲، ۱۴۲، ۲ فرشتہ مقالہ ۲-۱۴۳، ۳ فرشتہ مقالہ ۲-۱۵۰،

۴ معارف: مضمون نگار کے یہ تمام قیاسات خود ان کی جلد کی تحقیق ضمیر سے باطل ہو گئی ہیں جیسا کہ ان کی تحریر سے آئندہ معلوم ہوگا،

۵ فرشتہ، روضہ ۳، ۳۰ و تا ۲۰۵، ۶ معارف: یہ تمام قیاسات غلط ہیں،

روپیہ کے عوض بھی ارزاں تھے، لیکن سرزمین ہند کی بدقسمتی نے ملک و دولت کے ساتھ علمی جواہر پاروں سے بھی ہمارا دامن خالی کر دیا،

معارف فروری ۱۹۴۶ء میں، نواب صدر یار جنگ بہادر دامت عظمتہ نے بھی امام ہمام مسلم النیشاپوری کی جامع صحیح کے ایک قلمی نسخہ سے تعارف کرایا ہے، یہ نسخہ نواب صاحب ممدوح کے کتبخانہ میں موجود ہے، اور عہد عالمگیری کے شاہی عہدہ دار روح الامین خان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے،

مضمون کے شروع میں، علامہ سید سلیمان ندوی دامت عظمتہ کا ایک نوٹ ہے، جسمیں علامہ موصوف نے ہندوستان میں اشاعت حدیث کی تاریخ متعین کی ہے، اس کا ماحصل یہ ہے،

(۱) نویں صدی ہجری تک ہندوستان میں صرف مشارق الانوار کا نسخہ نظر آتا ہے،

(۲) عہد اکبری میں کتب حدیث میں سے شمائل کا نسخہ غالباً ہندوستان پہنچ چکا تھا، ملا عبد النبی اور ملا یعقوب، حجاز سے حدیث پڑھکر آئے تھے، وہ اپنے ساتھ لائے ہونگے،

(۳) سب سے پہلے شیخ عبد الحق محدث دہلوی اعرب سے کم از کم مشکوٰۃ، موطا، امام مالک، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نسخے لائے،

(۴) سلاطین تیموریہ کے کتبخانہ سے حدیث کا کوئی نسخہ برآمد نہ ہوا میں نے اس نظر سے خاص طور سے یورپ اور ہندوستان کی مطبوعہ فہرستیں دیکھی ہیں،

(۵) لیکن بنگالہ میں خواجگی شروانی (۹۰۵-۹۰۷ھ) نے صحیح بخاری کا ایک نسخہ علاء الدین شاہ حسین کی نذر گزرانا تھا، جو خود خواجگی نے لکھا تھا،

مگر رامپور کے نسخہ سے ان مقدمات کی تائید نہیں ہوتی، اس لیے

(۱) اگر زیر بحث نسخہ محمد تغلق کے عہد میں ہندوستان کے اندر چار نسخوں سے لکھا گیا ہے، اور سلطان محمود گجراتی کے شاہی کتاب خانہ میں رہکر، اکبر کے امراء تک پہنچا، گویا آٹھویں صدی کے وسط سے گیارہویں صدی

کے شروع تک امرا کے پاس سے علما کے دامن میں، اور علما کے ہاتھ سے بادشاہوں کے کتابخانوں میں منتقل ہوتا رہا ہے، اس لیے نویں صدی ہجری تک، ہندوستان میں صرف مشارق کا وجود صحیح نہیں، کم از کم صحیح مسلم یقیناً موجود ہے،

(۲) ملا عبد النبی اور ملا یعقوب ۹۸۶ھ میں حجاز گئے تھے[1]، یہی زمانہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے سفرِ حجاز کا ہے، اس حساب سے تقریباً ۲۰ سال پہلے سے، مسلم شریف موجود ہے، یہ ممکن ہے کہ شمائل ہندوستان میں آئی ہو، اور ملا صاحبان کی نظرِ انتخاب نے اسے یہاں لانے کے لیے پسند کر لیا ہو،

اکبر کے آخری عہد میں، یا زیادہ سے زیادہ وسط میں، محدث دہلویؒ حدیث کی کتابیں لیکر آئے ہونگے لیکن انھیں ملا عبد النبی کے گھر اپنے ابتدائی عہد میں اکبر حدیث پڑھنے جاتا تھا، آخر وہ کون سی حدیث کی کتابیں ہو سکتی ہیں، صرف مشارق کب تک سیراب کر سکتی تھی، یہ لوگ حنفی سہی، لیکن اس وقت تک اہل حدیث واہل فقہ میں، اس قدر جنگ آزمائی نہ ہوتی تھی، کہ فقہاء احادیث سے بھی بیزار ہو جاتے،

(۴) یہ بجا ہے، کہ سلاطین تیموریہ کے ہاں احادیث کا ذخیرہ، کتابخانہ کے شایانِ شان نہ تھا لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہو سکتا، کہ صحاح بھی موجود نہ ہوں، اس لیے کہ کم از کم صحیح مسلم تو ہمارے پاس موجود ہے، جو خود ان کا جاہ وحشم، اور ذوقِ علم معائنہ کر چکی ہے،

(۵) بنگالہ کے علاوہ، ہندوستان کے اور صوبوں گجرات وغیرہ میں بھی احادیث کی کتابیں مروج تھیں، لیکن کمیاب ضرور ہوں گی، یہ خواجگی کی عقیدتمندی تھی کہ اس نے بخاری شریف اپنے ہاتھ سے لکھی،

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

عطیہ عرشی زادہ

[معارف اگست ۱۹۳۰ء]

[1] مآثر الامراء، جلد ۲، ص ۵۵۵،

۲۹۳۲۰

مکتوب مولانا عرشی بنام مولانا سید سلیمان ندوی مدیر معارف

ضمیمہ

حضرۃ العلامۃ دامت شموس فضلہ بازغۃ!

گرامی نامہ ملا، انشاء اللہ آیندہ پورا نام لکھا کرون گا، مولانا محمود عماد کے متعلق مزید تحقیق کی یہ نوین صدی کے بزرگ معلوم ہوتے ہین، اس لیے کہ حاشیہ مین متن کی اس عبارت پر

حدثنا سعید بن منصور، ثنا مہدی بن میمون عن ابی الوازع عن جابر بن عمرو

تحریر کیا ہے، اظن الصواب سقط عن، لان ابا الوازع هو جابر بن عمرو، کما یفهم من التهذیب والتقریب،

غالباً اس سے مراد عسقلانی کی تقریب التهذیب ہے جو ۸۲۷ھ مین لکھی گئی ہے، اس لیے محمود عماد کو عسقلانی کا معاصر یا ان سے بعد ہونا چاہیے،

نسخہ کے متعلق ایک نئی بات اور معلوم ہوئی، یہ ایک اور نسخہ سے بھی صحیح کیا گیا ہے، کاتب یا محشی اس کو صاحب الجلودی کا نسخہ کہتا ہے، محشی کی عبارت یہ ہے،

"کما فی نسخ معتمدۃ، احداهن قرأت علی صاحب الجلودی"

بعض مین شاہ محمود گجراتی کی مہر کا ذکر آیا ہے جسکی عبارت اسوقت میری سمجھ مین نہ آئی تھی مزید غور سے یہ شعر پڑھا گیا

تا بلوح آسمان باشد ہمیون مہر و ماہ   جاودان باد نشان خاتم محمود شاہ

خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

اشاعت حدیث کی تاریخ پر اس سے یقینی روشنی پڑتی ہے، خدا کرے جناب کی مزید تحقیق سے تاریخ شکر محمد تغلق ہی پر قرار پکڑے ورنہ ہندوستان کے دامن پر سے یہ دھبہ چھوڑایا نہ جا سکے گا،

تحقیق فرماتے وقت جناب عماد شمس الدین اور قلعہ دار الامان سب پر نظر رکھین، ممکن ہے یہ قلعہ دار الامان، وہی مقام ہو جسکو برباد کر کے موجودہ احمد آباد (گجرات) آباد کیا گیا ہے، مشکل یہ آپڑتی ہے کہ اسکا سنہ تعمیر ۸۱۳ھ ہے اور نسخہ ۸۰۰ھ مین یعنی کچھ اوپر سو سال قبل لکھا گیا ہے"

"امتیاز"

عطیۂ عرشی زادہ